قاری بدرالدین
شعبہ عربی، وفاقی جامعہ اردو کراچی

عربی زبان و ادب اور اسکی اہمیت و فضیلت

THE RESPECT AND IMPORTANCE OF ARABIC LANGUAGE AND LITRATURE

Abstract

The annals of history of linguistics all languages evolved by the way of communication of people to each other but Arabic language is the only language that did not evolve by any communication means but directly descendent by Almighty Allah by his angle Jabriel. Language is old as mankind because this is language Allah was taught to Hazrat Adam the father of all humanity. That's why this language is the most admirable language of God who himself sent his message in Arabic language in Holy Quran, even the conversation of life after death will be in Arabic language. This language is classical language and will remain ever alive while other languages will lose their lives. The services of scholars for this language are recognized in every era. This research article tries to explore the importance of Arabic among other language. This contribution also shows a spot light on the services of scholars for Arabic which is unseen hundreds of years ago.

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ عالمی زبان وادب میں عربی زبان وادب کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، عربی زبان اپنی فصاحت و بلاغت کے حوالے سے عالمی زبانوں میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کی عربی زبان و ادب نے عالمی ادب اور زبانوں پر ہمہ گیر اثرات مرتب کیے۔زبان وادب کے قواعد اور اصول و ضوابط کے حوالے سے یہ امتیاز عربی زبان و ادب کو حاصل ہے کہ اس نے زبان وادب کے اصول سب سے پہلے وضع کیے اور متعارف کرائے۔موجودہ دور میں صرف عربی زبان وادب اس امتیاز کا حامل ہے۔پیش نظر مقالہ عربی زبان وادب کی اہمیت اس کے امتیازات اور خصوصیات پر مشتمل ہے۔جس میں قدیم وجدید مصادر ومراجع سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے مقالے کی تکمیل کی گئی ہے اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ عربی ادب نے عالمی ادب پر انمٹ نقوش مرتب کئے ہیں، نیز عربی ادب کی اہمیت اور فضیلت کو بھی اختصار اور جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

عربی ادب کی اکملیت اور عربی زبان کی افضلیت:

عربی ادب کا سرمایہ متعدد وجوہ کی بناء پر بڑی وسعت اور عظیم اہمیت رکھتا ہے۔اس نے قدیم زمانہ میں دنیا کی تمام ترقی پسند اقوام کے علوم وفنون وآداب کو نہایت کشادہ ظرفی سے اپنے اندر محفوظ کرلیا تھااور آج بھی یہ دنیا کی جدید علمی تحقیقات اور ادبی تصانیف کو اپنے اندر جذب کر لینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کر رہاہے۔اس طرح دنیا کی تمام زبانوں میں صرف عربی زبان ہی کو یہ مقام حاصل ہے کہ وہ بیک وقت علوم قدیمہ وجدیدہ کا تمام ضروری و کارآمد سرمایہ اپنے اندر رکھتی ہے۔اب اگر کوئی شخص دنیا کی زبانوں میں سے صرف ایک زبان سیکھ کر تمام دنیا کی مختلف زبانوں کے آداب وادیان اور فلسفہ وحکمت کے مطالعہ کرنے کا متمنی ہے تو اس کی یہ تمنا صرف عربی زبان ہی کے ذریعہ پوری ہوسکتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ یورپ کے محققین تکمیل تحقیق کے سلسلے میں عربی زبان کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔اپنی اس فضیلت کے ساتھ عربی زبان کو ایک امتیازی خصوصیت حاصل ہے،اور وہ یہ کہ دین اسلام کا تمام بنیادی سرمایہ صرف اسی ایک زبان میں ہے اور دنیا کی کوئی دوسری زبان اس فضیلت میں اس کی شریک وسہیم نہیں بن سکتی۔یہی وجہ ہے کہ یہ متفقہ طور پر بین الاسلامی زبان بن گئی ہے اور دنیا میں کوئی انفرادی یا اجتماعی تحریک عربی زبان کو ترک کرنے کے بعد بین الاسلامی حیثیت اختیار نہیں کر سکتی۔الغرض عربی زبان کو قدرت نے بے شمار لفظی و معنوی محاسن وفضائل سے نوازا ہے۔ (۱)

چنانچہ ہم عربی زبان وادب کی اہمیت اور اس کے امتیازات وخصوصیات سے پہلے لغت کی تعریف اور اس کے واضع اور لغت کی تاریخ کو مختصراً بیان کریں گے۔

خلیل الرحمن نعمانی مظاہری لکھتے ہیں:

> ''لغت ان آوازوں کا نام ہے جن سے ہر قوم اپنے اغراض و مقاصد کا دوسروں پر اظہار کرتی ہے۔انسان اور حیوان کی آفرینش اور ان میں لگی ہوئی قدرتی مشین کے کل پرزوں پر نظر ڈالی جائے تو عقل حیران رہ جاتی ہے کہ اس کارخانہ قدرت میں کس چیز سے کیا چیز بن رہی ہے۔انسان و حیوان کی چلتی پھرتی فیکٹری میں ایک خود کار (آٹومیٹک) مشین اس کی زبان ہے،جو دل ودماغ میں آئے ہوئے خیالات کی ترجمانی اس حیرت انگیز طریق پر کرتی ہے کہ جو مضمون دل ودماغ میں آیا اس کے ادا کرنے کے لیے مناسب حروف وا لفاظ کا انتخاب،پھران کی صحت کے ساتھ ادائیگی جس میں سین آور صاد آ کا وقفہ نظر نہیں آتا۔انسان مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے دوسروں کی امداد کا محتاج ہے،اس لئے اس کو اپنی ضرورت پوری کرنے اور منصبی فرائض سے عہدہ براں ہونے کے لیے افہام و تفہیم کی زیادہ ضرورت

ہے اور اسی ضرورت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسکو زبان و بیان کی مکمل صلاحیت سے نوازا ہے۔اس کو اظہار مقصد کے لیے لغات کی بڑی مقدار اور بیان کے مختلف اسالیب اور طریقے سکھلا دیئے، تاکہ انسان اپنے مقصد کو مختلف زاویوں اور طریقوں سے واضح کر سکے۔"(۲)

اگر ہم اس زبان کی صوتی و معنوی ہم آہنگی پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ زبان ہر معنی کے لیے ایک خاص آواز رکھتی ہے۔ اس میں حروف کی حرکت و تکرار ایک مخصوص معنی کے اظہار کا ذریعہ بنتی ہے۔ حروف کی قلت و کثرت معنی میں کمی بیشی کا سبب ہوتی ہے۔ پھر مختلف اوزان اور ان کے مطابق مادہ سے مشتقات کا ایک معین معنی کے لیے مخصوص ہونا اس امر کی بین شہادت ہے کہ یہ زبان انتہائی سائنٹفک، مرتب اور بااصول و باقاعدہ ہے۔اس زبان کے قواعد واصول کا گہرا مطالعہ اس زبان کے مختصر و جامع ہونے کی بین شہادتیں پیش کرتا ہے اور ان تمام امور پر غور وخوض سے اس سوال کا جواب ملتا ہے کہ تمام دنیا کے انسانوں کے لیے آخری ضابطہ حیات عربی زبان وادب ہی میں کیوں بھیجا گیا۔

چونکہ دنیا اب سمٹ کر ایک محلہ بن گئی ہے، رفتہ رفتہ یہاں رہنے والوں کے باہمی تعصبات بھی فنا ہوتے جارہے ہیں۔انسانیت متحد ہونے اور ایک دوسرے سے قریب تر ہونے کے لیے بیتاب و بے قرار ہے وہ دن بہت قریب ہے جب دنیا کی تمام قومیں مل کر ان حجابات کے ازالہ کی کوششیں کریں گی جو بھائیوں سے ملنے میں مانع بنے ہوئے ہیں۔یقین ہے کہ انسانیت تعصبات سے بالاتر ہو کر باہمی افہام و تفہیم کے لیے شدت سے ایک زبان و ادب کی ضرورت محسوس کرے گی،اس وقت تمام زبانوں کو تحلیل و تجزیہ کے لیے غیر متعصب حلقوں میں بھیجا جائے گا۔اور جب ہر اثر ورسوخ اور رعایت و تعصب سے بالاتر ہو کر ایک ایسی بااصول اور سائنٹفک، کامل اور جامع و مختصر زبان وادب کی تلاش کی جائے گی جو باریک سے باریک معنی کے اظہار اور نازک سے نازک مسئلہ کی توضیح و تشریح اور جدید سے جدید تقاضوں کو باحسن وجوہ پورا کرنے پر قادر ہونے کے ساتھ آسان بھی ہو، تو وہ زبان عربی ادب کے سوا کوئی دوسری زبان نہ ہو سکے گی، اور اس وقت اپنے تجربہ کے بعد انسان اس سربستہ راز کو فاش کرے گا کہ بنی نوع انسان کے لیے آخری کتاب ہدایت اور معلم کتاب، عربی زبان وادب ہی سے کیوں وابستہ کیے گئے تھے۔ (۳)

تاریخ لغت:

یوں تو بیان و کلام کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے فرشتوں اور جنّات میں بھی جاری تھی۔اس لئے اس کی ابتداء کو تو اس عالم کا پیدا کرنے والا ہی جانتا ہے۔البتہ جہاں تک انسانی لغت کی تاریخ

کا تعلق ہے تو اس کو قرآن کریم نے خود بیان کیا ہے کہ ابوالبشر حضرت آدمؑ کو جنت میں سب سے پہلے علم لغت سکھلایا گیا تھا۔ (۴)

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وعلم اٰدم الاسماء کلھا ثم عرضھم۔۔۔۔الم (۵)

ترجمہ: اور آدمؑ کو (اللہ نے) سارے کے سارے نام سکھادیے پھر انکو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور (ان سے) کہا: اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام تو بتلائو۔

واضع لغت کون ہے؟

وضع لغت کا مسئلہ مختلف فیہ ہے جس کو مختلف لغویین نے معرکہ بحث بنالیا ہے اور ہر ایک اپنی اپنی ایک الگ رائے رکھتا ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علم لغت کا موجد خود حق تعالیٰ ہے، اسی نے سب سے پہلے یہ علم ابوالبشر حضرت آدمؑ کو سکھلایا تھا اور پھر اس میں اضافے بھی وحی اور الہام کے ذریعے ہوتے رہے۔ دوسرے بعض حضرات کہتے ہیں کہ واضع لغت خود انسان ہے۔ ایک خطے کے لوگ باہمی میل ملاپ سے ایک زبان بنالیتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے اقوال بھی ہیں۔ (۶)

عربی زبان کی ابتداء:

بولنا یا بات چیت کرنا انسان کی خصوصیات میں سے ہے جو اسے حیوانات سے ممتاز کرتی ہے۔ لیکن یہ ایک قدیم سوال ہے کہ بولنا انسان نے کیسے سیکھا اور زبانیں کیوں کر وجود میں آئیں۔ قرآن اجمالاً اتنا کہہ کر خاموش ہو جاتا ہے کہ انسان کو بولنا خدا نے سکھایا۔ (۷)

چناچہ ارشاد خداوندی ہے:

خلق الانسان علمہ البیان (۸)

ترجمہ: اسی نے انسان کو پیدا کیا، اسی نے اس کو بات واضح کرنا سکھایا۔

خلیل الرحمن مظاہری لکھتے ہیں:

اللہ جل شانہ نے عربی زبان کو انسان کے دنیا میں آنے سے پہلے، بلکہ اس کی پیدائش سے بھی پہلے پیدا فرمادیا تھا۔ دوسری زبانیں طوفان نوحؑ کے بعد دنیا میں رائج ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے کلام ازلی (قرآن کریم) کا عربی زبان میں ہونا اس بات کی سب سے بڑی شہادت ہے کہ عربی زبان ہی سب سے پہلے پیدا کی گئی تھی۔ (۹)

عربی زبان کی قدامت اور قبائل عرب:

عربی اپنے دور اول میں ان قبائل کی زبان تھی جو جزیرۂ نما عرب میں یمن سے شام، عراق و فلسطین و سینا کے سرحدی علاقوں تک آباد تھے۔ اور اس کو سریانی زبان کے نام سے جانا جاتا تھا جو ایک غلطی تھی اس غلطی کا رواج اہل یونان کی وجہ سے ہوا۔ جو شمالی شام کو اشوریہ یا سوریہ کہتے تھے۔ اسی بناء پر عربی زبان کو سریانی کہا جاتا تھا۔ (۱۰)

عربی زبان وادب کی قدامت کے اعتبار سے قبائل عرب تین قسموں پر منقسم ہوئے ہیں۔

۱۔ عرب عاربہ

۲۔ عرب مستعربہ

۳۔ عرب بائدہ (یہ بالکل مٹ چکے ہیں ایسے کہ ان کے نام بس کتابوں ہی میں رہ گئے ہیں)

عرب عاربہ خالص عرب ہیں اور یہ نو قبائل میں منقسم ہیں۔ عاد، ثمود، اُمیم، عبس، طسم، جدیس، عملیق، جزماہم، دبار یہ سب ارم بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں۔ عرب مستعربہ خالص عربی نہیں ہیں۔ عرب مستعربہ قحطان کی اولاد سے ہیں اور ان کی اصل زبان سریانی تھی، عرب مستعربہ عرب حجاز ہیں۔ یہی حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہیں، ان کو بنی معد بن عدنان بن ود کہا جاتا ہے۔ عرب عاربہ حضرت اسماعیلؑ سے پہلے تھے۔ (۱۱)

یہ بات واضح رہے کہ مذکورہ بالا معجم مظاہری کے حوالے سے یہ بات بیان کی گئی ہے کہ عرب عاربہ اور مستعربہ خالص عربی نہیں بلکہ ان کی اصل زبان سریانی تھی اور قاموس الوحید کے حوالے کے مطابق یہ غلطی ہے دراصل سریانی زبان عربی ہی کا نام ہے۔ اور اس حوالے میں غلطی کا سبب بھی معلوم ہو چکا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ کی زبان بھی پہلے سے عربی ہی تھی اور ان کے والد حضرت ابراہیمؑ کی زبان بھی عربی ہی تھی اور واقعات میں مذکور ہے کہ حضرت اسماعیلؑ نے قبیلہ جرہم سے عربی زبان سیکھی تھی۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ عربی زبان وہ پہلے ہی بولتے تھے اور قبیلہ جرہم سے انہوں نے فصیح عربی سیکھی تھی۔ بہر حال ان حوالہ جات سے عربی زبان کی قدامت معلوم ہوتی ہے۔ عربی زبان قدیم ترین زبان ہے۔

عربی ادب کی وسعت و عظمت:

عربی ادب کی وسعت اور عظمت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ عہد قدیم میں عربوں کی تہذیب ان کا تمدن اور ان کی زبان اوج کمال پر تھی۔ فن تحریر جو تہذیبی ارتقاء کا ایک مظہر ہے اس سے

بھی وہ بے بہرہ نہ تھے۔ اگر یہ لسانی و تہذیبی رفعت نہ ہوتی تو کیا ممکن تھا قرآن جو علم و فن اور حکمت و موعظت کا سرچشمہ ہے عربی زبان اس کی متحمل ہو سکتی؟ ما قبل اسلام کی نظم و نثر کے جو نمونے ہمیں ملتے ہیں وہ بھی فنکارانہ جلال و جمال کا دلکش مرقع ہیں۔(۱۲)

امام شافعیؒ جو بے مثال عالم وفقیہ ہونے کے ساتھ زبردست ادیب ولغوی ہیں فرماتے ہیں کہ عربی وسیع ترین زبان ہے اور اس کے تمام لغات کا احاطہ نبی علیہ السلام کے سوا کسی عام انسان کے بس کا کام نہیں۔ابن درید ''جمہرۃ اللغۃ'' میں اور خلیل ''کتاب العین'' میں اپنی معلومات کی بناء پر کہتے ہیں کہ عربی کے کل لغات پانچ کروڑ، چھ لاکھ،انسٹھ ہزار، چار سو ہیں۔ان میں تقریباً انتالیس ہزار چار سو متروک ہیں۔ باقی سب مستعمل ہیں۔ پھر ان میں دو حرفی کلمات کی تعداد سات سو پچاس، تین حرفی کی انیس ہزار چھ سو پچاس ہے، چار حرفی کلمات تین لاکھ، تین ہزار چار سو،اور پانچ حرفی کلمات چھ کرڑور تین لاکھ پچھتر ہزار ہیں۔

عربی میں ایک چیز کے بہت سے نام اور بہت سے لغات پائے جاتے ہیں۔ تلوار، نیزہ، اونٹ، بکری، سانپ، صبح و شام،آفات و مصائب اشیاء وغیرہ جن کا ذکر کلام میں بار بار آتا ہے۔ان میں سے ہر ایک کے اتنے نام ہیں کی عقل حیران رہ جاتی ہے، حمزہ اصبہانی نے مصائب وآفات کے چار سو نام لغت عرب سے جمع کرکے فرمایا:

ان تکاثر اسماء الدوابی من الدواھی

یعنی مصائب کے نام بہت ہونا بھی ایک مستقل مصیبت ہے، پھر عربی میں اعراب واشتیاق کے بدلنے سے ایک ایک لفظ کے نئے نئے معانی نکل آتے ہیں۔ عربی کی ایک حیرت انگیز صفت یہ بھی ہے کہ اس میں بڑے سے بڑے کلام کو ایک ہی جملے میں ادا کیا جا سکتا ہے اور ایک ہی جملے کو مقالے کی شکل دی جا سکتی ہے۔ لغت کی اصطلاح میں اس صفت کو ایجاز واطناب کہا جاتا ہے، عربی زبان کی ان خصوصیات کی وجہ سے قرآن کریم نے اس کی صفت مبین ذکر کی ہے۔ ''بلسانٍ عربی مبین'' کہ بیان کی صلاحیت عربی زبان میں بدرجہ اتم موجود ہے اور یہی ایک صفت ہے جس پر کسی زبان کی خوبی کو پرکھا جا سکتا ہے اور عربی کی انہی خصوصیات کی بناء پر بعض حضرات نے فرمایا کہ حق بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا ایسا ترجمہ جو قرآن کریم کے پورے پورے مفہوم کو ادا کردے کسی دوسری زبان میں ممکن نہیں۔(٦)

عربی زبان وادب کی تدوین وتصنیف:

عربی زبان وادب کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے ہر لغت کو بحث و تنقید کی بے شمار چھلنیوں میں چھانا گیا ہے۔ لغت کی کتابوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ بعض کتابیں تیس تیس

جلدی میں لکھی گئی ہیں اور ہر ایک کا ڈھنگ جدا ہے۔اس فن میں سب سے پہلی تصنیف خلیل کی ''کتاب العین'' ہے۔اس کے بعد ورید نے '' جمہرۃ اللغۃ''تصنیف کی۔اصمعی نے لغت کی خاص قسم اجناس پر کتاب لکھی۔متاخرین جن کی کتابیں مشہور و متداول ہیں وہ جوہری کی ''صحاح'' ابن اندلس کی کتاب ''الحکم والحیط'' اور شیخ مجدالدین فیروزآبادی کی ''المحیط'' ہے۔(۱۳)

مذکورہ بالا سطور میں عربی ادب کے امتیازات اور خصوصیات کو مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے۔چونکہ اسمیں ''ادب'' کا لفظ آیا ہے اور خاص طور پر ادب عربی کے بارے میں بتایا گیا ہے۔لہٰذا ہم مختصراً لفظ ادب کے بارے میں ذکر کریں گے۔

ادب:

کسی زبان کے شعراء و مصنفین کا وہ نادر کلام جس میں نازک خیالات و جذبات کی عکاسی اور باریک معانی و مطالب کی ترجمانی کی گئی ہو اس زبان کا ''ادب'' کہلاتا ہے۔اس ادب کی نفس انسانی میں شائستگی،اسکے افکار و خیالات میں جلاء،اس کے احساسات میں نزاکت و حسن،اور زبان میں سلاست و زور پیدا ہوتا ہے۔ادب کا اطلاق ان تصانیف پر بھی ہوتا ہے جو کسی علمی یا ادبی شعبے میں تحقیق کا نتیجہ ہوں۔اس لحاظ سے گویا لفظ ادب ان تمام تصانیف کو اپنے احاطے میں لے لیتا ہے۔ جو محقق علماء کے انکشافات، مضمون نگاروں کے افکار، شاعروں کے انوکھے تخیلات اور نازک تصورات پر مشتمل ہوں۔ (۱۴)

اب ہم درج ذیل سطور میں عربی زبان کی فضیلت کے بارے میں تذکرہ کریں گے۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

"انا انزلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون" (۱۵)

ترجمہ: ہم نے اسکو ایسا قرآن بنا کر اتارا ہے جو عربی زبان میں ہے تاکہ تم سمجھ سکو۔

حضرت شبیر احمد عثمانیؒ نے حضرت شیخ الھند نور اللہ مرقدہ کے ترجمہ کے حاشیہ پر لکھا ہے یعنی عربی زبان جو تمام زبانوں میں زیادہ فصیح اور وسیع اور منضبط و پر شوکت زبان ہے۔نزول قرآن کے لیے منتخب کی گئی ہے۔

ابن کثیر لکھتے ہیں:

انزل اشرف الکتب با شرف اللغات علی اشرف الرسل بسفارۃ اشرف الملائکۃ وکان ذلك فی اشرف بقاع الارض وابتدی انزالہ فی اشرف شھور السنۃ وھو رمضان،فکمل من کل الوجوہ۔

یعنی تمام کتابوں میں سے اشرف کتاب تمام زبانوں میں سے اشرف زبان، تمام رسولوں میں سے اشرف رسول پر تمام فرشتوں میں سے اشرف فرشتے کے ذریعے اتاری گئی اور یہ اتارنا زمین کے بہترین حصے میں ہوا اور اس اتارنے کی ابتداء تمام مہینوں میں سے اشرف مہینے رمضان المبارک میں ہوئی، لہٰذا قرآن پاک تمام وجوہ سے کامل و مکمل ہوا۔

مذکورہ بالا آیت اور ابن کثیر کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ عربی زبان اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ فصیح، وسیع، بلیغ اور اشرف اللغات ہے۔ اسی وجہ سے عربی زبان کو قرآن کریم کے لیے منتخب فرمایا۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ عربی زبان وادب تمام ادوار میں اپنی فصاحت وبلاغت کے حوالے سے عالمی زبانوں میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ اور عربی زبان کو قرآن کریم کی زبان اس لیے بنایا گیا کہ یہ زبان ایک زندہ جاوید ہے اور تمام ادوار میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کو قیامت تک کے لیے تمام انسانوں کے لیے مشعل راہ بنایا ہے۔ (١٦)

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

"انه لتنزيل رب العالمين نزل به الروح الامين علىٰ قلبك لتكون من المنذرين، بلسان عربي مبين۔" (١٧)

ترجمہ: بیشک یہ قرآن رب العالمین کا نازل کیا ہوا ہے، امانت دار فرشتہ اسے لیکر اترا ہے۔ (اے پیغمبر!) تمہارے قلب پر اتارا ہے تاکہ تم ان پیغمبروں میں شامل ہو جاؤ جو لوگوں کو خبر دار کرتے ہیں۔ ایسی عربی زبان میں اترا ہے جو پیغام کو واضح کر دینے والی ہے۔

نیز عربی زبان وادب کی اہمیت اس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی زبان عربی تھی اور آپ ﷺ کو جوامع الکلم بنایا کہ بڑی سے بڑی بات کو چھوٹے سے جملے میں بند کر دیا کرتے تھے۔ اور یہ اعجاز صرف عربی زبان کو حاصل ہے۔ دنیا کی کسی اور زبان کو یہ اعجاز حاصل نہیں ہے۔ مذکورہ بالا سطور سے ثابت ہوتا ہے کہ عربی زبان اور اسلام کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور آپ ﷺ کی تمام تر تعلیمات ہدایات اور ارشادات کا پورا ذخیرہ عربی زبان میں ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے "الدخل العربیۃ" میں لکھا ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ عربی زبان امور دین میں سے ہے اور اسکا سیکھنا واجبات میں سے ہے۔ اس لئے قرآن وحدیث کا سمجھنا فرض ہے اور وہ بغیر لغۃ عربیہ کے نہیں سمجھا جا سکتا اور جو چیز تحصیل واجب کا ذریعہ ہو وہ واجب ہوتی ہے۔

نیز حضرت عمرؓ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ عربی زبان سیکھو کہ اس سے مروت میں زیادتی ہوتی

ہے۔(یعنی مکارم اخلاق اور مردانہ صفات میں زیادتی ہوتی ہے) حضرت عمرؓ سے متعدد روایات ہیں جن کو حافظ ابن تیمیہؒ نے ''اقتضا'' میں نقل کیا ہے۔ان سب کا مقصد عربیت کی ترغیب اور اس کے سیکھنے کا تقاضہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کا ارشاد ہے:

''لا یقبل الرجل بنوع من العلوم مالم یزین علمه بالعربیة''

یعنی آدمی کو کسی علم میں قبولیت حاصل نہیں ہوسکتی جب تک کہ اسکو علم عربیت سے مزین نہ کرے۔

مولانا محمد یوسف بنوریؒ اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ:

اسلام اور عربی زبان کا جو باہمی محکم رشتہ ہے وہ محتاج بیان نہیں،اسلام کا قانون عربی زبان میں ہے۔

اسلام کا آسمانی صحیفہ قرآن حکیم عربی زبان میں ہے،اسلام کے پیغمبر خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی مادری زبان عربی ہے۔حضرت رسالت مآب ﷺ کی تمام تر تعلیمات،ہدایات اور ارشادات کا پورا ذخیرہ عربی زبان میں ہے۔

اسلام کی اہم ترین عبادت صلوۃ(نماز) جس کو روئے زمین کے تمام مسلمان اپنے اپنے ملکوں ہیں روزانہ پانچ وقت پڑھتے ہیں وہ عربی زبان میں ہے۔یہ نماز ہی توحید اسلام کا اعلیٰ ترین مظہر اور دین اسلام کی بنیادی عبادت ہے۔

پھر ہفتہ واری اسلام کا پیغام جمعہ کا خطبہ عربی زبان میں ہے۔

سال میں دو مرتبہ عمومی واجتماعی پیغام عیدالفطر اور عیدالاضحی کا خطبہ تمام دنیا میں عربی زبان میں پڑھا جاتا ہے۔حضرت محمد ﷺ نے امت کی رہنمائی کے لیے جو اذکار و دعائیں صبح سے شام تک ہر عمل اور ہر موقع اور ہر کام کے لیے تلقین فرمائی ہیں عبد و معبود کے درمیان تعلق ورابطہ پیدا کرنے یا اس رشتہ کو مضبوط کرنے کے لیے جن سے زیادہ مئوثر اور کوئی تدبیر نہیں ہے وہ سب عربی میں ہیں۔(۱۸)

بارگاہ قدس رب العالمین اور تجلیات الٰہیہ کا سرچشمہ مکہ مکرمہ جس سرزمین میں واقع ہے وہ عرب ہے اور وہاں کے باشندوں کی زبان عربی ہے۔

سید الکونین رسول الثقلین حضرت محمد ﷺ کی امامت کا اور دارالہجرت جس سرزمین مقدس میں واقع ہے مدینہ منورہ زادہا اللہ تعالیٰ نورآ وطیباً وہ عرب ہے اور اس کے بسنے والوں کی زبان بھی عربی ہے۔مکہ معظمہ جس طرح عدنانی عرب کا مرکز تھا اسی طرح ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ قحطانی عرب کا

مرکز بن گیااور ان دونوں مرکزوں کی زبان اور تہذیب عہد و قدیم سے آج تک عربی ہے۔

دونوں قوموں عدنانی اور قحطانی عربوں کا سرمایہ تاریخ وادب عربی زبان میں ہے۔

قرآن کریم اور اسلام کے پہلے مخاطب جزیرۃ العرب میں بسنے والی پوری آبادی عرب ہے۔

جزیرۃ العرب سے باہر اسلام کے دو اہم ترین مرکز عراق و شام ہیں۔ دونوں ملک عربی زبان اور تہذیب کا گہوارہ تھے اور ہیں۔ مصر، لیبیا، سوڈان، مغربی افریقہ، الجزائر، تیونس اور مراکش وغیرہ سب عربی بولنے والوں کے مرکزی مقامات ہیں۔ اور شمالی افریقہ کی اکثریت کی زبان بھی عربی یا بگڑی ہوئی عرب ہے۔

صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام کے زمرہ میں شامل عرب فاتحین جو اسلامی فتوحات کے سلسلہ میں سندھ وہند، افغانستان و بخارا سے لے کر اسپین تک نہ صرف پھیل گئے بلکہ ان ملکوں میں بس بھی گئے تھے ان کے ذریعے ان ملکوں میں بھی عربی زبان پہنچ گئی تھی۔ چونکہ ان ملکوں کے تمام مسلمان قوموں کا دینی سرمایہ عربی زبان میں تھا۔ اس لئے ان ملکوں کی بھی دینی اور مذہبی زبان عربی بن گئی۔

چنانچہ نہ صرف یہ کہ ان ممالک اسلامیہ میں لائق فخر عربی داں پیدا ہوئے بلکہ عجمی ممالک کے ان مراکز سے بھی عربی کے وہ مایہ ناز ماہرین و موجدین علوم و فنون پیدا ہوئے جن کی نظیر کا دنیا تصور بھی نہیں کر سکتی۔ ان ہی عجمی علماء کی بدولت عربی علوم میں صرف و نحو، معانی بیان، بدیع، لغت عربی، رسم الخط، علم الاشتقاق، عروض و قافیہ اور شعر وادب اور اسلامی علوم ہیں۔ تفسیر و اصول تفسیر، حدیث و اصول حدیث، فقہ واصول فقہ، عقائد و توحید، کلام اور ادب علوم منطق، فلسفہ، ہئیت وریاضی وغیرہ کا سارا ذخیرہ عربی زبان میں ڈھل گیا۔

اور نہ صرف یہ بلکہ عربی زبان کے حقائق فقہ ولغت کی باریکیاں اور حیرت انگیز لسانی خصوصیات عربی تلفظ کی صحت و سہولت کے قواعد و ضوابط اور لسانی حسن و جمال کی نیز نگیاں وغیرہ وہ علمی سرمائے ہیں کہ عربی کے علاوہ دنیا کی اور دوسری زبانوں میں ان کا پتہ تک نہیں ہے۔ (۱۹)

مصادر و مراجع

۱۔ تاریخ ادب عربی، ص ۲۱، مصنف استاد احمد حسن زیات، طابع شیخ نیاز احمد،، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی

۲۔ المعجم، خلیل الرحمن مظاہری، ص ۱۱۔۱۰، ناشر دار الاشاعت کراچی، طباعت ۱۹۹۴ء

۳۔ تاریخ ادب عربی، ص ۲۲، مصنف استاد احمد حسن زیات، طابع شیخ نیاز احمد،، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی

۴۔ المعجم، خلیل الرحمن مظاہری، ص ۱۲، ناشر دار الاشاعت کراچی، طباعت ۱۹۹۴ء

۵۔ پارہ نمبر ۱، سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۳۱

۶۔ المعجم، خلیل الرحمن مظاہری، ص۱۳، ناشر دارالاشاعت کراچی، طباعت ۱۹۹۴ء
۷۔ تاریخ ادب عربی، ص۲۹، مصنف استاد احمد حسن زیات، طابع شیخ نیاز احمد،، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی
۸۔ پارہ نمبر ۲۷، سورۃ الرحمن، آیت نمبر ۴،۳
۹۔ المعجم، خلیل الرحمن مظاہری، ص۱۵، ناشر دارالاشاعت کراچی، طباعت ۱۹۹۴ء
۱۰۔ القاموس الوحید، تالیف مولانا وحید الزماں قاسمی کیرانوی، ص۱۳، سن اشاعت اول جون ۲۰۰۱ء، ناشر دارالاشاعت کراچی، لاہور
۱۱۔ المعجم، خلیل الرحمن مظاہری، ص۱۷، ناشر دارالاشاعت کراچی، طباعت ۱۹۹۴ء
۱۲۔ تاریخ ادب عربی، ص۴۳۔۴۴، مصنف استاد احمد حسن زیات، طابع شیخ نیاز احمد،، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی
۱۳۔ المعجم، خلیل الرحمن مظاہری، ص۱۷۔۱۸۔۱۹۔۲۰، ناشر دارالاشاعت کراچی، طباعت ۱۹۹۴ء
۱۴۔ تاریخ ادب عربی، ص۴۹، مصنف استاد احمد حسن زیات، طابع شیخ نیاز احمد،، ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی
۱۵۔ پارہ نمبر ۱۲، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۲
۱۶۔ لسان القرآن جزءاول ص۳، مئولف، اساتذہ مدرسہ عائشہؓ سن اشاعت ۲۰۰۰ء، ناشر مدرسہ عائشہ صدیقہؓ
۱۷۔ پارہ نمبر ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت نمبر ۱۹۲ تا ۱۹۵
۱۸۔ لسان القرآن جزءاول ص۶، مئولف، اساتذہ مدرسہ عائشہؓ سن اشاعت ۲۰۰۰ء، ناشر مدرسہ عائشہ صدیقہؓ کراچی